مولانا محمد عبدالحق چوہان رحمۃ اللہ علیہ

"تذکرۃ القائدین"

مجلس احرار اسلام پاکستان کے سابق امیر حضرت مولانا عبدالحق چوہان رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت دینی اور علمی حلقوں میں نہایت معتبر اور مستند مانی جاتی ہے۔ ماہنامہ نقیب ختم نبوت میں علمی، تحقیقی اور تاریخی موضوعات پر ان کے رشحات قلم شائع ہوتے رہے ہیں۔ وہ ایک مشفق و مہربان انسان تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں علم اور حلم دونوں نعمتیں ودیعت فرمائی تھیں۔ راقم نے فروری ۱۹۸۸ء میں ماہنامہ نقیب ختم نبوت کا اجراء کیا تو مولانا مرحوم نے ازراہِ شفقت و محبت ادارہ سے مستقل تحریری تعاون کا آغاز کیا اور اپنے انتقال اپریل ۱۹۹۷ تک ان کی نوازشات جاری رہیں۔ زیر نظر نامکمل مضمون حضرت کی آخری تحریر ہے جو انتقال سے ایک روز قبل ۲۸ اپریل کی صبح گھر پر لکھ کر رکھ گئے کہ باقی واپس آ کر مکمل کروں گا۔ واحسرتا! اے کاش! مولانا اس مضمون کو مکمل فرماجاتے۔

حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے قابل اشاعت دو اور مضامین ابھی ادارہ کے پاس محفوظ ہیں۔ ان شاء اللہ آئندہ صحبت میں ہم انہیں بھی قارئین کی خدمت میں پیش کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور خدمت دینی قبول فرما کر ان کے درجات بلند فرمائے۔ (آمین) مدیر

بعثت نبوی سے قبل کرۂ ارضی کا قطعۂ معمورہ انسانی آبادی سے تو آباد تھا لیکن یہ انسانی ہیاکل روح انسانیت سے عاری تھے۔ انسانوں کی یہ آبادی تہ بہ تہ ضلالت و گمراہی کے پھیلے ہوئے بادلوں کے اندھیرے میں مستور تھی۔ رحمت ایزدی نے اس سسکتی ہوئی اور ذلت میں ڈوبی ہوئی انسانیت کی بعثت نبوی کی شکل میں دستگیری کی۔ یہ صبحِ سعادت سرزمین مکہ پر نمودار ہوئی جس کو مرکز علم ہونے کی اہمیت حاصل ہے۔ اس وقت عرب اعتقادی طور پر متنوع گمراہیوں میں مبتلیٰ تھے۔ ان کے اعتقاد میں ملائکہ اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں تھیں۔ جنات کی الوہیت کا اعتقاد بھی تھا اور ساتھ ہی اوہام پرستی اور کہانت کی وباء عام تھی۔ بت پرستی اور دختر کشی میں تو عرب شہرت یافتہ قوم کی حیثیت میں تھے۔ اور باہم خانہ جنگی اور طویل محاربات کے باعث درندہ صفات سے متصف ہو چکے تھے اور عرب کے گردو نواح میں واقع دو عظیم سلطنتیں یعنی مجوس فارس اور عیسائی روم۔ یہ دونوں سلطنتیں اپنے نظام جور و ستم کے باعث ہلاکت اور فنائیت کے کنارے پہنچ چکی تھیں۔ ایران کی ساسانی شان و شوکت اور کیانی جاہ و جلالت کو مسلسل بغاوتوں اور سیاسی بدامنیوں اور انتشار نے تہ و بالا کر دیا تھا۔ بادشاہوں کے ظلم و ستم اور امراء کی عیاشوں نے صداقت و اخلاص اور ہر قسم کے اخلاقی جوہر کو جس کے خمیر سے قوم کی زندگی تعمیر ہوتی ہے فنا کر دیا تھا۔ اور روم کی قبائے سلطنت اس سے کچھ کم کرم خوردہ نہ تھی اور ہندوستان کے تمدن کی کیفیت بھی اس سے مختلف نہ تھی۔ اس ظلمتِ دیجور میں آفتاب نبوت طلوع ہوا۔

پیغمبر ﷺ کی دعوت حق کو جن سعید روحوں نے قبول کیا۔ سرزمین مکہ باوجود مامن ہونے کے ان کے لئے تنگ کر دی گئی۔ صنادید قریش اپنی طاقت کے مطابق ان افراد پر جو ظلم کر سکتے تھے انہوں نے وہ تمام حربے

استعمال کیے۔ لیکن جو لوگ بادۂ توحید اور محبت رسول ﷺ سے سرشار ہو چکے تھے۔ کفار کے مظالم کی یہ ترشی ان کے نشہ اتارنے میں ناکام ثابت ہوئی۔ خداوند قدوس کی اجازت سے کچھ فرزندان توحید نے اپنے دین کی حفاظت کی خاطر حبشہ کی جانب ہجرت کی، بعد میں جب یثرب کے چند افراد نے اس دعوت حق کو قبول کیا پھر اپنے وطن میں جا کر اشاعت دین کا فریضہ سرانجام دیا ان کی تبلیغ سے مسلمانوں کی ایک معتد بہ جماعت نے مکہ میں آ کر نبی کریم ﷺ کے ہاتھ پر شرف بیعت کیا۔ ان کی واپسی پر نبی کریم ﷺ نے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو تعلیم دین کے لئے ان کے ہمراہ کر دیا۔ حضرت مصعب نے تعلیم و تبلیغ دین کا فریضہ ایسے احسن طریقہ سے ادا کیا کہ یثرب کے اکثر قبائل میں شمع دین کی روشنی پھیل گئی۔ موسم حج کے موقعہ پر حضرت مصعب مسلمانوں کا ایک قافلہ لے کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ مشرکین مکہ اور یثرب کے کفار سے چھپ کر اس قافلہ نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی اور آپ ﷺ کو اپنے ہاں ہجرت کر کے تشریف لانے کی دعوت پیش کی۔ اس وقت کے حالات کے مطابق اسلام قبول کرنا اور نبی کریم ﷺ کو اپنے ہاں قیام کی دعوت دینا کن خطرناک نتائج کا حامل اور کن مصائب کو دعوت دینے کے مترادف تھا۔ اس کی وضاحت حضرت عباس بن عبادہ انصاری ؓ کے اس قول سے ہوتی ہے جو کہ انہوں نے بیعت کرتے وقت انصار سے کہا تھا۔

یامعشر الخزرج هل تدرون علام تبا یعون ہذا الرجل ؟

قالو انعم قال انکم تبایعونه علی حرب الاسود والاحر من الناس(سیرت ہشام ص ۴۴۶ ج ۱)

ترجمہ: تمہیں معلوم ہے کہ تم اس شخص کے ہاتھ پر کس چیز کی بیعت کر رہے ہو؟ انہوں نے کہا ہاں ہمیں معلوم ہے۔ حضرت عباس بن عبادہ نے کہا یہ بیعت عرب اور عجم کے خلاف اعلان جنگ ہے۔

انصار کی دعوت اور خداوند قدوس کے حکم سے نبی کریم ﷺ نے یثرب کی جانب ہجرت کی اور آپ ﷺ کے قدوم میمونت کے باعث یثرب مدینۃ النبی کے معزز لقب سے موسوم ہوا۔ مدینہ میں جب نبی کریم ﷺ تشریف لائے۔ تو آپ کی مشکلات میں اضافہ ہو گیا۔ یہود مدینہ کی اسلام کے خلاف سازش، منافقین جو کہ مار آستین ہونے کے باعث خطرناک دشمن تھے۔ نبی کریم ﷺ جب مکہ سے ہجرت کر کے بحفاظت مدینہ منورہ آ گئے تو قریش کی آتش انتقام بھڑک اٹھی۔ انہوں نے عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین کو یہ خط لکھا:

ان کفار قریش کتبوا الی ابن ابی و من کان یعبد معه الاوثان من الاوس و الخزرج و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یومئذ بالمدینہ قبل وقعتہ بدر انکم آویتم صاحبنا وانا نقسم باللہ لنقاتلنہ او لنخرجنہ اولنسیرن الیکم باجمعنا حتی نقتل مقاتلکم و نستبیح نسائکم فلما بلغ ذالک عبداللہ ابن ابی و من کان معہ من عبدہ الاوثان۔ اجتمعو القتال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقہم فلما بلغ ذالک النبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقیہم فقال لقد بلغ و عید قریش منکم المبالغ ماکانت تکید کم باکثر مما تریدون ان تکیدوا بہ انفسکم ۔ تریدون ان تقاتلوا ابنائکم و اخوانکم ۔ فلما سمعوا ذالک من النبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تفرقوا(ابو داؤد ص ۴۲۳ ج ۲ کتاب الخراج و الفیٔ والا مارہ باب فی خبر النفیر)

ترجمہ: کفار قریش نے عبداللہ بن ابی اور اس کے مشرک ساتھی جو کہ قبیلہ اوس اور خزرج سے تعلق رکھتے تھے آدمی کو اپنے ہاں پناہ دی ہے۔ ہم خدا کی قسم کھاتے ہیں کہ یا تو تم لوگ ان کو قتل کر دو یا ان کو مدینہ سے نکال دو۔

ورنہ ہم سب لوگ تم پر حملہ کریں گے اور تمہارے لڑنے والوں کو قتل کریں گے اور تمہاری عورتوں کو اپنے تصرف میں لائیں گے۔ جب قریش کی یہ دھمکی عبداللہ بن ابی اور مشرکین کو پہنچی تو وہ لوگ آپ ﷺ کے ساتھ لڑائی کرنے کے لئے تیار ہوگئے۔ جب آپ ﷺ کو منافقین کی اس شرارت کا علم ہوا تو آپ ﷺ ابن ابی کے پاس آئے اور فرمایا کہ تم کو قریش کی دھمکی پہنچی ہے۔ اور اسی باعث تم لڑائی کے لئے تیار ہوگئے ہو۔ لیکن تمہیں معلوم ہو کہ یہ نقصان تم کو ہی پہنچے گا۔ کیا تم اپنے بیٹوں اور بھائیوں سے لڑو گے۔ ابن ابی کو آپ ﷺ کی یہ بات سمجھ آگئی اس لئے وہ لوگ منتشر ہوگئے۔

جب قریش کو یہ بات معلوم ہوئی تو پھر انہوں نے اس طرح کا دھمکی آمیز خط یہود مدینہ کو لکھا۔ ان حالات کی بناء پر مدینہ میں ہر وقت دشمن کے حملہ آور ہونے کا خطرہ رہتا تھا۔ اس لئے نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ ہتھیار بند ہو کر جاگتے ہوئے رات گزارتے تھے۔ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "لباب النقول فی اسباب النزول" میں یہ روایت نقل کی ہے۔

عن ابی ابن کعب لما قدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و اصحابہ المدینہ وآوتھم الانصار رمتھم العرب من قوس واحدہ و کانوا لایبیتون الا بالسلاح و لا یصبحون الافیہ (ص ۱۶۳)

ترجمہ: نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ جب مدینہ آئے اور انصار نے ان کو پناہ دی تو تمام عرب ایک ساتھ ان سے لڑنے کو آمادہ ہوگئے۔ صحابہ صبح تک ہتھیار باندھ ہو کر سوتے تھے۔

یہ وہ حالات و واقعات تھے جن کے باعث نبی کریم ﷺ نے سب سے پہلا کام حفاظت خود اختیاری کی تدبیر کو عملی جامہ پہنایا نہ صرف اپنی ذات اور مہاجرین کے لئے، بلکہ انصار مدینہ کی بھی۔ کیونکہ انہوں نے ہی تو آپ ﷺ کو اور مہاجرین مکہ کو اپنے ہاں پناہ دی تھی۔ یہود مدینہ کے ساتھ ایک معاہدہ کیا گیا۔ جس کو کتب سیر میں "میثاق مدینہ" کے لقب سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ چونکہ قریش کو تو تولیت کعبہ کے باعث قبائل عرب میں ایک گونہ برتری اور سیادت حاصل تھی۔ اس لئے مکہ سے مدینہ تک پھیلے ہوئے قبائل قریش کے زیر اثر تھے۔ نبی کریم ﷺ کے ساتھ قریش کی عداوت کے باعث یہ قبائل بھی آپ کے مخالف تھے۔ قیام امن، تبلیغ دین اور حفاظت خود اختیاری کی بناء پر نبی کریم ﷺ نے مختلف اوقات میں متعدد صحابہ کی زیر قیادت مختلف جماعتوں کو اطراف مدینہ کی جانب روانہ کیا۔ اسطرح کی جماعت کو اصطلاح سیرت میں لفظ "سریہ" کے ساتھ تعبیر کیا جاتا ہے۔ ان سرایا اور بعوث کے مختلف مقاصد تھے۔ بعض سرایا کی غرض تکمیل معاہدات و تبلیغ اسلام تھی اور بعض کی حملہ آور دشمن کے احوال کی دریافت اور بعض کی غرض قیام امن کے لئے سرحدات کی حفاظت تھی۔ اسکے علاوہ بھی ان مہمات میں دینی اغراض مضمر تھیں۔ اسی طرح کی مہمات میں شرف قیادت کا سرمایۂ افتخار جن حضرات کو حاصل ہوا تھا۔ سیر و تاریخ کی کتب میں ان تعداد کوئی چالیس کے قریب ہے۔ جن کے اسماء گرامی حسب ذیل ہیں (۱) حضرت حمزہ بن عبدالمطلب (۲) حضرت عبیدہ بن حارث (۳) حضرت سعد بن ابی وقاص (۴) حضرت عبداللہ بن جحش (۵) حضرت محمد بن مسلمہ (۶) حضرت زید بن حارثہ (۷) حضرت ابو سلمہ مخزومی (۸) حضرت عبداللہ بن انیس (۹) حضرت عکاشہ بن محصن (۱۰) حضرت ابو عبیدہ بن الجراح (۱۱) حضرت عبدالرحمن بن عوف (۱۲) حضرت علی بن ابی طالب (۱۳) حضرت ابوبکر صدیق (۱۴) حضرت عبداللہ بن رواحہ (۱۵) حضرت جابر الفہری (۱۶) حضرت غالب بن عبداللہ

(۱۷) حضرت عمر الفاروق (۱۸) حضرت اسامہ بن زید (۱۹) حضرت بشیر بن سعد (۲۰) حضرت شجاع بن وہب (۲۱) حضرت جعفر بن ابی طالب (۲۲) حضرت کرز بن جابر (۲۳) حضرت عمرو بن العاص (۲۴) حضرت عمرو بن امیہ (۲۵) حضرت خالد بن ولید (۲۶) حضرت سعد بن زید (۲۷) حضرت قطبہ (۲۸) حضرت عبداللہ بن حذافہ (۲۹) حضرت ضحاک بن سفیان (۳۰) حضرت ابو قتادہ (۳۱) حضرت عینیہ بن حصین (۳۲) حضرت ابو جندل (۳۳) حضرت ابن ابی العوجاء (۳۴) حضرت کعب بن عمیر (۳۵) حضرت عمیر (۳۶) حضرت عاصم (۳۷) حضرت منذر بن عمرو (۳۸) حضرت عبداللہ بن ضحاک (۳۹) حضرت ابو بصیر (۴۰) حضرت سالم

اس فہرست میں وہ حضرات بھی شامل ہیں جو بعض مہمات میں تن تنہا تشریف لے گئے تھے۔ سرایا کی تعداد میں علماء سیرت کا اختلاف ہے۔ ابن ہشام نے ان کی تعداد اڑتیس بیان کی ہے۔ بعض دوسرے حضرات نے اس سے زیادہ تعداد بیان کی ہے۔ درحقیقت اس اختلاف کی مدار ان مہمات کی حیثیت میں ہے۔ کہ بعض علماء کے نزدیک سریہ کی تعریف میں توسع ہے۔ اس لئے ان کے نزدیک تعداد میں اضافہ ہوجائے گا۔ اور بعض علماء کے نزدیک سریہ کے تحقق کے لئے ایک خاص تعداد کا ہونا ضروری ہے۔ اس لئے جب تک وہ تعداد نہیں ہوگی سریہ کا مصداق متحقق نہیں ہوگا اس لئے ان کے نزدیک سرایا کی تعداد کم ہوجائیگی۔

۱۔ سیریہ سیف البحر کے قائد سیدنا ابو عمارہ حمزہ بن عبدالمطلب الہاشمی رضی اللہ عنہ

ہجرت نبوی کے بعد اب مدینہ کی حیثیت ایک نوزائیدہ مملکت کے دارالحکومت کی تھی۔ نبی کریم ﷺ نے فراہمیٔ اخبار کے نظام کو ہمیشہ مستحکم بنیادوں پر قائم رکھا۔ حضرت عباس بن عبدالمطلب اسی فریضہ کی سرانجام دہی کے لئے مکہ میں مقیم تھے۔ وہ ہمیشہ خفیہ طریقہ سے نبی کریم ﷺ کو مکہ کے حالات سے آگاہ کرتے رہتے تھے۔ آپ کو اطلاع ملی کہ قریش کا ایک تجارتی قافلہ جو کہ ابوجہل کی زیر نگرانی سفر کررہا تھا۔ فلاں وقت جہینیہ کے علاقہ سے اس کا گزر ہوگا۔ جہینیہ کا علاقہ چونکہ تجارتی شاہراہ پر واقع تھا اس لئے اس کو مرکزی حیثیت حاصل تھی۔ نبی کریم ﷺ سے قریش کی اس تجارتی شاہراہ کی بندش کے لئے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی زیر قیادت تیس سواروں پر مشتمل ایک سریہ روانہ کیا۔ اس سریہ کی روانگی ہجرت کے بعد ساتویں مہینے ماہ رمضان میں ہوئی۔ اس سریہ کے تمام شرکاء مہاجرین تھے۔ یہ مسلمانوں کے پہلے سپاہی تھے۔ جو اسلام کی راہ میں جاں فروشی کے لئے نکلے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے اپنے دست اقدس سے نیزے کے ایک سرے پر سفید کپڑا باندھ کر پرچم تیار کیا اور حضرت حمزہ کے حوالہ کیا۔ یہ پرچم تاریخ اسلام میں سب سے پہلا پرچم ہے۔ اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اسلام میں سب سے پہلے سالار لشکر ہیں۔ کوہستان جہینیہ کی ایک بستی عیص کی طرف اس لشکر کا رخ تھا۔ جو کہ ساحل سمندر پر واقع تھا۔ مشرکین مکہ کا تجارتی قافلہ جونہی عیص پر پہنچا۔ مسلمان بھی پہنچ گئے۔ کفار نے مقابلہ کی تیاری شروع کردی۔ مسلمان بھی تیار ہوگئے۔ مجدی بن عمرو جہینی کا رئیس تھا۔ اس نے کوشش کرکے لڑائی ٹال دی اور اعلان کیا۔

"جیسے قریش ویسے مسلمان دونوں ہمارے دوست ہیں"

رئیس مکہ کے سامنے علاقہ کے ایک خود مختار حکمران کا یہ اعلان درحقیقت سیاسی طور پر مشرکین کی شکست کا اعلان تھا اس رئیس نے یہ اعلان کرکے اسلامی ریاست کے وجود کو تسلیم کرلیا ہے۔ اس لحاظ سے مجدی پہلا حکمران ہے جس نے مدینہ کی آزاد حکومت کو تسلیم کرلیا۔ مسلمانوں کی یہ پہلی مہم کامیابی سے ہمکنار ہوکر مدینہ واپس آئی۔